پاکستانی معاشرے پر سفارش کے اثرات، قرآن و سنت کی روشنی میں ان کا تدارک
**The effects of recommendation on Pakistani society, their
solution in the light of Quran and Sunnah**

Dr. Muhammad Zahid Ullah

Assistant Professor, Islamic Studies, Karnal Sher Khan Cadet College
Ismaila Swabi.

zahidislamian786@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Arshad Iqbal

Assistant Professor, Department of Quran and Tafseer, Faculty of Arabic
& Islamic Studies, AIOU, Islamabad,

arshad.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract

In Pakistani society, recommendation is given great importance, whether the work is small or big, recommendation is mandatory. Be it a government employee or working in an organization, every person tries to get my work done quickly and gives me priority, for which he comes with a recommendation from somewhere and gets his work done quickly based on the recommendation. But if he does not have any recommendation, his work is suspended for months. However, everyone knows that if a job or a job is given to someone based on a wrong and illegitimate recommendation, then the losses are huge, and the organization is destroyed due to this. But despite this, there is an increase rather than a decrease in the recommendation culture. In the religion of Islam, there have been strict promises about false and illegitimate recommendation because a person kills the right of another person based on recommendation, which is a great example of cruelty. If seen inside Pakistan, there is no lack of any kind in any field and art, but still, we need others in every field, the main reason is the misuse of the recommendation in the country. In this paper, we have described the disadvantages of recommendation in Pakistani society as well as their solution in the light of Quran and Sunnah.

Keywords: Recommendation, Pakistani society, Effects, Solution, Quran and Sunnah

مقدمہ

اس میں کوئی دورائے نہیں ہو سکتی ہے کہ ملک پاکستان کو اس وقت بہت سارے مسائل اور چیلینجز کا سامنا ہے۔ اس وقت ملک معاشی، معاشرتی، سماجی اور سیاسی نیز ہر پہلو سے روز پستی اور زوال کی طرف گامزن ہے۔ معاشرے کا ہر فرد یہ چاہتا ہے کہ ملک میں امن و امان اور خوشحالی قائم ہو جائے لیکن کوئی بھی شخص عملی طور پر اس کے لئے تیار نہیں۔ اس وقت اگر غور و فکر کیا جائے تو پاکستان کو درپیش بہت ہی بڑے مسائل میں سے ایک بے روزگاری بھی ہے۔ جس کی وجہ سے ملک پاکستان کے انتہائی ذہین و فتنین نوجوان ڈاکٹرز، انجینئرز، سائنسٹ اور تاجر افراد بڑی تعداد میں اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں کا رخ کر رہے ہیں۔ حالانکہ کسی بھی ملک کا اہم سرمایہ نوجوان نسل ہے۔ لیکن ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی وجہ سے نوجوان ہر مہینے لاکھوں کی تعداد میں بیرون ملک جا رہے ہیں جس کی روک تھام کے لئے کسی قسم کے اقدامات تک نہیں کئے جا رہے۔ لیکن اس بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی بنیادی سبب کی طرف اگر دیکھا جائے تو وہ ملک میں سفارشی کلچر کا انتہاء تک پہنچنا ہے۔ آج کل سفارش اتنی عام ہو چکی ہے کہ معمولی معمولی کاموں کے لئے بھی سفارش کرنی پڑتی ہے۔ جب کہ یہ حقیقت ہے کہ جس ملک میں سفارش سے کام کیا جاتا ہو اس ملک میں میرٹ کا سسٹم تباہ ہو جاتا ہے۔ جو محنت کرتے ہیں پھر ان کی ویلیو ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک پاکستان کے اندر بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اداروں میں سفارشی بھرتی ہوتے ہیں ان کو کام کرنا نہیں آتا جس کی وجہ سے ادارے بھی تباہ ہو گئے ہیں۔ پاکستان میں ٹیلنٹ کی کوئی کمی نہیں ہے ہر بندہ کچھ نہ کچھ کرنا چاہتا ہے لیکن اس کو موقع نہیں دیا جاتا کیونکہ ہمارے ملک میں میرٹ سسٹم نہیں ہے۔ اگر کوئی عدالت کی طرف جاتا ہے تو وہاں پروکیلوں کے فیس اتنے زیادہ ہوتے ہیں جس کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہوتے اس لئے غریب مجبوری کی حالت میں عدالت کی بجائے صبر کی دامن پکڑ لیتے ہیں۔ اسی طرح روز کے حادثات کے رونما ہونے کی وجوہات میں سے ایک سفارشی لائسنس بنوانا بھی ہے۔ اس لئے کہ ڈرائیونگ لائسنس بنوانے کے لئے بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سفارشی ہوتے ہیں۔ ان کو صحیح گاڑی چلانی بھی نہیں آتی لیکن ان کے ڈرائیونگ لائسنس سفارش سے بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے ایکسیڈنٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اپنا بھی نقصان کرتے ہیں اور دوسروں کا بھی اگر پاکستان کے اندر سفارش کا سسٹم ختم ہو جائے تو بہت کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم آزاد تو ہو گئے ہیں لیکن برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے دور حکومت میں اسلامی نظام درہم برہم ہو جانے کی وجہ سے اسلامی فکر اور اسلامی شریعت کے احکام اپنی اصل شکل و ہیئت میں باقی نہیں رہے۔ انصاف میں تاخیر، روز روز کی پیشیا، بے تحاشہ خرچے، وکلاء کی بھاری بھر کم فیسیں، رشوت ستانی اور سفارش کے عمل دخل کی وجہ سے معاشرے کے

کسی عام آدمی کا نظام عدل و انصاف کی دہلیز تک پہنچانا ممکن ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے ساتھ سماجی اور معاشرتی ظلم و زیادتی کو مروجہ عدل و انصاف کے ذریعے درست کر سکیں بلکہ اگر وہ ایک بار ایسا نظام عدل میں پھنس جائیں تو ایسے دلدل میں پھنس گئے جہاں سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

جبکہ دین اسلام ہمیں عدل و انصاف بار بار حکم دیتا ہے اور ایسے معاشرے کے قیام کی تلقین کرتا ہے جہاں پر ظلم کا وجود تک نہ ہو بلکہ عام افراد کے لیے معاشی و معاشرتی مسائل، سفارش اور بد عنوانی سے پاک معاشرے کی تشکیل اس کا بنیادی مقصد ہے۔ پاکستان کے اندر ہر انسان یہی چاہتا ہے کہ عدل و انصاف کی فضا قائم ہو اور کسی قسم کی ناجائز سفارش کو وجود نہ ہو لیکن یہ دوسروں کی حد تک ہو اگر میرا اپنا کوئی کام یہ مسئلہ ہو تو وہاں پر ہم جائز و ناجائز کو نہیں دیکھتے اور نہ ہی اس وقت ہمیں عدل و انصاف والی آیات و روایات یاد آتے ہیں۔ یہاں ہو ایک اہم بات یہ بھی عرض کروں کہ دین اسلام میں سفارش کی بنیادی دو قسمیں ہیں ایک قسم جائز اور دوسری ناجائز۔ اسلام نے ناجائز سفارش کرنے سے منع فرمایا جو کہ تمام مسائل اور مشکلات کی جڑ ہے۔ دراصل سفارش کا تصور ہمارے معاشرے کے اندر سرایت کر گیا ہے جہاں پر سفارش کا لفظ آئے گا معاشرے میں اس سے بری سفارش ہی مراد لی جاتی ہے جبکہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ کہ سفارش اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی ہو سکتی ہے۔ اس مقالے میں ہم پاکستانی معاشرے پر سفارش کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے تدارک کی صورتوں کو بھی بیان کیا جائے گا۔ عربی زبان میں سفارش کو شفاعت کہا جاتا ہے اس لئے ہم یہاں پر سب سے پہلے لفظ شفاعت کی لغوی اور اصطلاحی معنی اور مفہوم کو بیان کریں۔

شفاعت کے لغوی معنی

لغت کے اعتبار سے سفارش کسی کے حق میں کلمہ خیر، امداد، سہارا، وسیلہ، سپردگی اور سفارش نامہ¹ کے مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

القاموس الوحید میں شفاعت کی لغوی معنی اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ شفاعت سے مراد وہ کلام ہے جو

سفارش کے لئے استعمال کیا جائے مثلاً عربی میں کہا جاتا ہے کہ۔

شَفَعَ فُلَانٌ "إِلَى فُلَانٍ"²

ترجمہ: کسی سے کسی کی سفارش کرنا۔

شفاعت کا ایک مصدر شَفَعُ ہے جس کے معنی ہیں جفت اور اس کا متضاد وَتَرٌ "یعنی طاق ہے جیسے۔

شَفَعَ النَّبِيُّ شَفْعًا

ترجمہ: جوڑا بنانا، کسی چیز کے ساتھ اس جیسی دوسری چیز ملانا، دہرا کرنا، ڈبل کرنا
شَفَعَ الْبَصَرَ الْأَشْبَاهَ۔

ترجمہ: کسی چیز کا دود دیکھنا، دودو نظر آنا۔

شفاعت عربی بان میں شین اور عین کے فتح کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور یہ باب فتح الفتح سے مصدر ہے جو سفارش کے معنی میں آتا ہے۔³
عمدہ الحفاظ نے شفاعت کی تحقیق کچھ اس طرح سے کی ہے۔

وَأَصْلُ الشَّفَعِ ضَمُّ الشَّيْءِ إِلَى مِثْلِهِ وَمِنْهُ الشَّفَاعَةُ لِأَنَّ فِيهِ انْضِمَامًا وَاحِدًا إِلَى آخِرِ نَاصِرًا لَهُ⁴

ترجمہ: اصل میں شفع کسی چیز کو اپنے مثل کے ساتھ ملانے کو کہتے ہیں۔

اور شفاعت بھی ایسی ہے کیونکہ اس میں کسی ایک کو دوسرے کے ساتھ مدد کے لحاظ سے ملایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر خلیل الجراح صاحب اپنے تصنیف "لاروس الجراح العربی الحدیث" میں مدد اور اعانت کے معنی میں استعمال ہونے کی تشریح میں راقم طراز ہے کہ

"شفاعت کے معنی معونت اور طلب کے ہیں لیکن اس کے صلہ میں لہ اور فیہ کی وضاحت بھی ضروری ہے جیسا کہ ذکر کرتے ہیں۔

شَفَاعَةٌ لَهُ أَوْ فِيهِ، طَلَبٌ لَهُ الْمَعُونَةَ بِالْعِدَاوَةِ، اعَانٌ عَلَيْهِ لَهُ فِي الطَّلَبِ سَعَى لَهُ⁵

شفاعت کے اصطلاحی معنی و مفہوم

اہل علم نے شفاعت کے کئی معنی بیان کئے ہیں چنانچہ امام راغب الاصفہانی نے اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں شفاعت کی لغوی تعریف کے بارے میں لکھا ہے۔

الشَّفَاعَةُ الْأَنْضِمَامُ إِلَى آخِرِ نَاصِرٍ لَهُ وَسَائِلًا عَنْهُ وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ فِي انْضِمَامِ مَنْ هُوَ أَعْلَى حُرْمَةً وَرُقْبَةً إِلَى مَنْ هُوَ أَدْنَى وَمِنْهُ الشَّفَاعَةُ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ⁶

ترجمہ: شفاعت کے معنی ہیں دوسروں کے ساتھ اس کی سفارش یا مدد کرتے ہوئے مل جانا عام طور پر بڑے اور باعزت آدمی کا اپنے سے کم تر کے ساتھ اس کی مدد کے لئے شامل ہو جانے پر بولا جاتا ہے اور قیامت کے دن سفارش بھی اس قبیل سے ہوگی۔

اگر غور کیا جائے تو سفارش کی اس تعریف سے دنیا میں استعمال ہونے والی سفارش اور آخرت میں جو شفاعت کی جائے گی دونوں کے مابین وضاحت ہو جاتی ہے کہ دونوں (دنیاوی سفارش اور آخروی سفارش) میں ادنیٰ کا اعلیٰ کی طرف رجوع ہوگی اور مدد کرنے کیلئے درخواست کریں گے۔

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ⁷

ترجمہ: انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

مطلب یہ کہ اگر تمام سفارشی مل کر بھی سفارش کریں گے تب بھی انکی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔

سفارش کا قبول کرنا یا نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سفارش ادنیٰ کا اعلیٰ کی طرف ہوگا تو اس سے ادنیٰ کا رجوع اعلیٰ کی طرف ثابت ہے۔

عمدة الحفاظ میں شفاعت کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں مصنف راقم طراز ہے۔

مَنْ يَزِدُّ عَمَلًا إِلَى عَمَلٍ وَقَبَلَ مَنْ انْضَمَّ إِلَى غَيْرِهِ وَعَمَّا وَنَهْ وَصَارَ شَفْعًا لَهُ أَوْ شَفِيعًا فِي فِعْلٍ الْخَيْرِ أَوْ الشَّرِّ فَيَقْتَدِي بِهِ فَصَارَ كَأَنَّهُ ' شَفَعَ لَهُ '۔⁸

ترجمہ: سفارش سے مراد یہ ہے کہ جو شخص ایک عمل کا دوسرے عمل میں اضافہ کرے اور کسی نے یہ بھی

کہا ہے کہ جو دوسرے کی طرف پیوست ہو جائے اور اس کی مدد کرے اور اس کے لئے جوڑا بن جائے (یعنی اس کے ساتھ مل جائے) یا اس کے لئے سفارش کرنے والا بن جائے اور یہ سفارش خواہ بھلائی کے کام میں کی جائے یا برائی کے کام میں۔ دونوں صورتوں میں اس کی اقتداء کی جائے گی۔

شفاعت کی مذکورہ تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ سفارش میں اعانت اور مدد کا فلسفہ موجود ہے اب برابر ہے کہ یہ اعانت اور مدد بھلائی کے امور میں ہو یا برائی کے امور میں۔

"تہذیب اللغة" میں ابو منصور الازہری نے شفاعت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

الشَّفَاعَةُ كَلَامٌ الشَّفِيعِ لِلْمَلِكِ فِي حَاجَتِهِ بِسَأْلِهَا لِغَيْرِهِ⁹

ترجمہ: سفارش، سفارش کرنے والے کا وہ کلام ہے جو اپنے مالک سے کسی غیر کی حاجت کے لئے سوال کرتا ہے۔

لسان العرب میں ابن منظور شفاعت کی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الشَّفَاعَةُ هِيَ السُّؤْلُ فِي التَّجَاوُزِ عَنِ الذُّنُوبِ مِنَ الذَّنْبِ وَقَعَ الْجِنَايَةَ فِي حَقِّهِ¹⁰

ترجمہ: سفارش وہ کلام ہے کہ جس شخص کے حق میں جنابت واقع ہوئی ہے۔ اس سے گناہوں کی معافی کے لئے سوال

کرنا۔

قرآن کریم میں سفارش / شفاعت سے متعلق آیات مبارکہ اور ان کا مفہوم

قرآن کریم کی کئی آیات سے شفاعت کا ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جو کسی کی شفاعت کرے گا تو اس کو ان کا اجر

ملے گا۔ ایک آیات مبارکہ میں فرمایا:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا¹¹

ترجمہ:- جو کوئی کسی نیک اور بھلائی کے باتوں میں سفارش کرے اس کو بھی اس سفارش حسنہ کا حصہ ملے

گا۔

معلوم ہوا کہ سفارش حسنہ باعث اجر و ثواب ہے اور کسی کو نیکی پر ابھارنا اور آمادہ کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔

احادیث مبارکہ سے سفارش کا ثبوت

ابن شہاب سے ایک طویل روایت ہے:

عن ابن شہاب، قال: وزعم عروة، ان مروان بن الحكم، والمسور بن مخرمة اخبراه، " ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام حين جاءه وفد هوازن مسلمين، فسالوه ان يرد إليهم اموالهم وسبيهم، فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: احب الحديث إلي اصدقه، فاخترتوا إحدى الطائفتين: إما السبي، وإما المال، وقد كنت استانيت بهم، وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم انتظرهم بضع عشرة ليلة حين قفل من الطائف، فلما تبين لهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غير راد إليهم إلا إحدى الطائفتين، قالوا: فإننا نختار سبينا، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم: في المسلمين فآثني على الله بما هو اهله، ثم قال: اما بعد، فإن إخوانكم هؤلاء قد جاءونا تائبين، وإني قد رايت ان ارد إليهم سبيهم، فمن احب منكم ان يطيب بذلك فليفعل، ومن احب منكم ان يكون على حظه حتى نعطيهم إياه من اول ما يفيء الله علينا فليفعل، فقال الناس: قد طيبنا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم لهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنا لا ندرى من اذن منكم في ذلك ممن لم ياذن، فارجعوا حتى يرفعوا إلينا عرفاؤكم امركم، فرجع الناس فكلهم عرفاؤهم، ثم رجعوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبروه انهم قد طيبوا واذنوا¹². "

ترجمہ:- مروان اور مسور بن مخرمہ نے خبر دی ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کے لوگ (مسلمان ہو کر) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ ان کے مال و اسباب

اور قیدی واپس کئے جائیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تم لوگ دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ ہیں اور مجھے سچ بولنا ہی سب سے زیادہ پسند ہے پس تم لوگ دو کاموں میں سے ایک پسند کر لو یا مال لے لو یا قیدی لے لو میں اس لیے قیدیوں کی تقسیم میں تاخیر کرتا رہا اور آپ ﷺ جب طائف سے لوٹے تھے تو دس زائد راتوں تک ان کا انتظار کیا تھا (اور ان کے قیدی مسلمانوں میں تقسیم نہیں کیے تھے) اور جب انہیں معلوم ہو گیا آنحضرت ﷺ ان لوگوں کو ان میں سے صرف ایک چیز ہی واپس فرمائیں گے تو انہوں نے عرض کیا اچھا ہمارے قیدی ہمیں واپس دے دیجئے اسی وقت آپ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور خطبہ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جو فرمایا اما بعد! دیکھو (مسلمانوں) تمہارے بھائی (کفر سے) توبہ کر کے آئے ہیں اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں تم میں سے اگر کوئی طیب نفس سے ایسا کرے تو وہ کرے اور جو شخص یہ چاہے کہ وہ اپنا حصہ نہ چھوڑے تو وہ انتظار کرے جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ عطا کرے گا ہم اس میں سے اس کا حصہ ادا کر دیں گے تمام لوگ کہنے لگے ہم راضی ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کسی نے خوشی سے اجازت دے دی اور اگر کسی نے بادل نخواستہ اب تم جاؤ۔ یہاں تک کہ آپ لوگوں کے سردار ہمارے ساتھ اس معاملے میں بات چیت کر لیں پس لوگ واپس ہو گئے اور اپنے سرداروں سے بات کی وہ آنحضرت ﷺ کے پاس واپس چلے گئے اور عرض کیا کہ وہ لوگ سچے دل سے راضی ہیں (حضرت زہری فرماتے ہیں) بس یہی واقعہ ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے حوالے سے معلوم ہوا۔

صحابہ کرام اور سفارش

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے یمامہ کے جنگ کے بعد جب عراق کا رخ کر لیا تو ان کی فوج حیرہ پہنچی تو اہل حیرہ کے سردار ایاس قبیلہ الطائی اور بعض دوسرے لوگ اپنی قوم کی طرف سے سفارش لے کر آئے کہ ہم آپ کے ساتھ صلح کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن آپ ہمارے ساتھ دوسرے اہل کتاب لوگوں کی طرح صلح کر لیں چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سفارش قبول کی اور انہی شرائط پر ان کے ساتھ صلح کی جن شرائط پر دیگر اہل کتاب کے ساتھ صلح کی تھی ان شرائط میں سے چند ذیل میں ہے۔

- 1۔ اہل نجران معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔
- 2۔ مسلمانوں کے مقابلے میں کسی عربی یا عجمی کافر کی مدد نہیں کریں گے۔
- 3۔ مسلمانوں کے رازوں کو افشا نہیں کریں گے۔

4- معذوروں، مصیبت زدہ، مقروض اور غریبوں سے جزیہ ساقط ہو گا۔

5- ان کو وہی حقوق حاصل ہو گئے جو دیگر اہل ذمہ کو حاصل ہیں۔

6- ان کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہوگی۔¹³

اس سے ثابت ہوا کہ سفارش کی وجہ سے اہل خیران کے ساتھ صلح کرنے میں نرمی برتی گئی۔

سفارش کے آداب و شرائط

سفارش حسنہ باعث اجر و ثواب ہے۔ تاہم اس کے لیے چند شرائط ہیں جس کے مطابق اگر سفارش کی جائے تو

باعث اجر و ثواب ہوگی وہ شرائط یا آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

1- کسی جائز مطالبے اور ضرورت کے وقت سفارش کرنا۔

2- ایسی کاموں میں سفارش نہ کی جائے جس میں دوسرے لوگوں کی حق تلفی لازم آئے۔

3- سفارش میں اپنے تعلق رشتہ داری، وجاہت اور مرتبے کو استعمال نہ کیا جائے۔

4- کسی کو سفارش قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اگر اس بات کا یقین ہو کہ وہ ضرور قبول کرے گا تو بالکل سفارش نہ

کی جائے یا اس کو بتایا جائے کہ اگر آپ میری سفارش قبول نہیں کریں گے تو مجھے برا نہیں لگے گا۔

5- سفارش کسی دینی کام کے جوڑ توڑ کے لیے نہ ہو۔

6- کسی ثابت شدہ جرم کی معافی کے لئے نہ ہو جس کی سزا اور حد قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔

7- سفارش کرنے سے مقصود و مطلوب فقط اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔

8- کافروں کی سفارش نہ کی جائے۔

9- سفارش پر کوئی معاوضہ نہ لیا جائے۔

10- کسی کو مصیبت سے چھڑانے کے لیے سفارش کرنا بشرطیکہ یہ حدود اللہ سے متصادم نہ ہو۔

سفارش کے معاشروں پر اثرات

جس طرح سفارش حسنہ کے اثرات افراد، معاشرے اور ملک پر ہوتے ہیں۔ اسی طرح سفارش سنیہ کے

اثرات بھی فرد اور معاشرے کے ساتھ ساتھ کسی بھی ملک کے انتظامی امور پر بھی پڑتے ہیں۔ سفارش حسنہ کسی بھی

ملک کی ترقی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ جبکہ سفارش سنیہ ملک کی تباہی و بربادی، معاشی و تعلیمی پسماندگی اور سیاسی و سماجی

تنزلی کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ سفارش سنیہ کسی بھی ملک کی سیاسی و سماجی اہمیت، مملکت کا وقار و عزت اور اسی طرح ملک

کا عدالتی نظام متاثر کرتا ہے۔ بلکہ ملکی ساکھ اور وقار کو مٹی میں ملا دیتا ہے اور بین الاقوامی طور پر بھی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

کسی بھی ملک کو تیر انداز میں چلانے کے لئے مختلف ادارے بنائے جاتے ہیں اور ان کے لئے قوانین وضع کی جاتی ہے۔ جبکہ ان اداروں کا نظام چلانے کے لئے ممالک میں مختلف ناموں سے کابینے تشکیل پاتے ہیں۔ جس کے تحت مختلف وزارتیں کام کرتی ہیں اور ہر وزارت کا ایک وزیر مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس وزارت کے مناسبت سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ وزارت چلانی ہے تو اس کے لئے اہل اور قابل وزیر کا انتخاب ہی ناگزیر ہوتا ہے جو اپنے وزارت میں میرٹ کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں اور اپنی وزارت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے جس کے باعث ماتحت ادارے دن دو گنی رات چو گنی ترقی کرتے ہیں اور اگر کسی بھی وزارت کے لئے کوئی نااہل اور نالائق وزیر مقرر کر دیا جائے تو وہ اپنی وزارت میں بھی من مانیوں کرے گا اور اس وزارت کے ماتحت تمام اداروں کو تباہ و برباد کر دے گا رشوت اور سفارش کا دور ہو گا اسی طرح حکمرانوں کے انتخاب میں جو ووٹ استعمال ہوتا ہے وہ بھی سفارش ہی ہے۔ اب اگر سفارش حسنہ کے اصولوں کے مطابق نیک سیرت اور اچھے لوگوں کو حکمران مقرر کریں گے۔ اور ان کو ووٹ ڈالیں گے تو یہ ملک ترقی کی راہ ہر گامزن ہو سکتا ہے اور اگر بد کردار اور نااہل حکمرانوں کو ووٹ دیا اور منتخب کیا تو ملک تنزلی کا شکار ہو گا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سفارش حسنہ اور سفارش سنیہ جو ووٹ کی حیثیت سے ملکی نظام میں بہت اہمیت کا حاصل ہوتا ہے کسی کی ملک کی ترقی اور تنزلی میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اس لئے ایسے افراد کا چناؤ یا انتخاب جو ان عہدوں کے لئے نااہل اور غیر موزوں ہو اس کو اسلام خیانت قرار دیتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔¹⁴

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم لوگ (خیانت کے وبال سے) واقف بھی ہو۔

حضرت علامہ امام ابن تیمیہ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"اگر امیر یا بادشاہ یا حکمران وقت کسی زیادہ مستحق اور زیادہ لائق و قابل شخص کو نظر انداز کر کے کوئی عہدہ اس بنا پر کسی دوسرے شخص کو دے دے کہ وہ اس کا قرابت دار، دوست یا ہم مشرب، ہم مذہب، ہم خیال، ہم وطن یا ہم جنس ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں سے غداری کی۔ اسی طرح اگر اس نے رشوت لے کر زیادہ قابل اور مستحق شخص کو کسی عہدہ سے محروم رکھا یا امیر مملکت یا کسی ادارے کی سربراہ کے دل میں اس کے خلاف کینہ، بغض، نفرت اور عداوت کے جذبات موجزن ہو گئے یا کسی دوسری وجہ سے اس قابل شخص

پر ناقابل شخص کو ترجیح دی تو اس امیر مملکت یا ادارے کے سربراہ نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اکرم ﷺ سے بے وفائی کی ایسا شخص اس آیت کی مصداق ہے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ¹⁵

ترجمہ:- اور جان لو کہ یقیناً آپ کے اموال (مال و دولت) اور اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر موجود ہے۔

اسی سلسلہ میں قرآن حکیم اور احادیث نبوی کی روشنی میں امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

سربراہ مملکت اپنی طرف سے پوری کوشش کرے گا کہ مختلف عہدوں پر اہل اور قابل لوگوں کی تعیناتی کرے اگر موزوں اور قابل امیدوار میسر نہ ہو تو اپنی پوری کوشش کے بعد اس کے ذہن کے مطابق جو موزوں ترین امیدوار میسر ہو گا اسی کا تعیناتی کرے۔ اس کے بعد وہ اپنی ذمہ داری سے فارغ سمجھا جائے گا۔¹⁶

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ اگر حکمران طبقہ میرٹ پر فیصلے کریں گے تو معاشرے میں انار کی نہیں پھیلے گی۔ سفارش کی شرح زیادہ نہیں بڑھے گی۔ قابل اور اہل لوگ نظام کے اندر داخل ہوں گے جس سے حکومتی مشینری اور نظام سلطنت اچھی طرح چلے گا۔

کسی بھی اسلامی مملکت میں انتظامیہ کے اصول و ضوابط میں یہ بات بہت اہمیت کا حامل ہے کہ باصلاحیت اور قابل افراد ہی انتظامی عہدوں پر بر اجماع ہوں تاکہ نظام سلطنت اچھے طریقے سے چلے۔

کسی بھی عہدے اور منصب کے لئے موزوں اور قابل امیدواروں کا چناؤ ہی اصل امتحان ہوتا ہے کم موزوں اور اہل امیدوار کو کیسے جانچا جائے اس کے لئے مختلف اوقات میں مختلف طریقے استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔ اسی طرح رسول ﷺ جب عامل (گورنر) مقرر کرتے تو باقاعدہ ان کا ٹیسٹ لیتے جس کی مثال حضرت معاذ بن جبل ہے جب اس کا یمن کا عامل (گورنر) بنا کر بھیجا جاتا تو ان سے اس سے متعلق ضروری انٹرویو کی جو درجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو (بحیثیت گورنر) یمن بھیجا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم

کیسے فیصلے کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے فیصلے کروں گا آپ ﷺ نے دوبارہ دریافت فرمایا کہ اگر اس کا حکم قرآن مجید میں موجود نہ پایا تو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ پھر رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلے کروں گا۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا کہ اگر رسول اکرم ﷺ کی سنت میں وہ حکم نہ

پاؤ تو؟ معاذ نے جواب دیا (تب) میں اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کروں گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کے قاصد کو (صحیح راستے) کی توفیق بخشی۔¹⁷

اس روایت سے ثابت ہوا کہ قابلیت اور اہلیت کی جانچ کے لئے کوئی بیاناہ ضروری ہے تاکہ قابل اور نالائق کا باہمی امتیاز ہو سکے۔

ہمارے زمانے میں اس کے لئے ٹیسٹ اور وائٹریور کھے جاتے ہیں جس کا ثبوت مندرجہ بالا حدیث سے بھی ہوتا ہے اور ظاہری بات ہے کہ جب کسی بھی معاشرے میں اہل افراد زیادہ ہو تو ان کی اہلیت اور قابلیت کا موازنہ کرنا مشکل امر ہوتا ہے جس کے لئے ٹیسٹ اور وائٹریور بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں مگر ایک بات جو اوپر گزری ہے کہ اس میں سفارش اور رشوت کا عمل دخل نہ ہو ورنہ پھر قابل ترین بندے رہ جائیں گے اور نالائق ترین بندے آگے آئیں گے۔ جب لائق اور اہل لوگ عہدوں پر بر اجماع ہوں گے تو عام عوام بھی حکومتی پالیسیوں کی حمایت کریں گے۔ اس کی مثال حضرت عمر کے دور خلافت کا ہے کہ جب معاشرے میں عدل کا بول بالا تھا تب سخت سے سخت قوانین اور سخت احکام بھی لوگوں کو گوارا تھے اور بلاچوں و چرا قبول کر لیتے تھے۔ اس کی بڑی خصوصیت ہمیشہ یہ رہی کہ ان کے عدل و انصاف ہمیشہ بے لاگ رہا جس میں دوست دشمن کا کوئی امتیاز نہ تھا۔

معاشرے سے سفارشی کلچر کا تدارک

اس بات کی حقیقت سمجھنے کے بعد کہ سفارش حسنہ کسی بھی معاشرے میں مثبت اثرات کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے جبکہ سفارش سنیہ برے اثرات چھوڑتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں سفارش سنیہ کی بیخ کنی ہو میرٹ پر تعیناتی ممکن ہو تو استحصالی نظام سے چھٹکارا ملے گا ذیل میں چند نکات بیان کیے جاتے ہیں جس کو اپنا کر سفارش سنیہ کا تدارک ممکن ہے۔

1- معاشرے میں صرف جائز سفارش کو فروغ دینا

کسی بھی معاشرے یا ملک سے سفارش سنیہ کو ختم کرنے کے لیے سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کے اندر یہ شعور بیدار کیا جائے کہ سفارش حسنہ کے دنیاوی اور اخروی فوائد کیا ہیں معاشرے پر اس کے اثرات کیا ہیں جب لوگوں کو سفارش حسنہ کے فوائد نظر آئیں گے تو وہ خود بخود اس جانب راغب ہوں گے لوگوں کو سفارش حسنہ کے اچھے اثرات سے متعلق رہنمائی دیں اور انہیں اسلام میں سفارش حسنہ کرنے والوں کا ثواب و اجر کا بتایا جائے اس طرح لوگوں میں سفارش حسنہ کرنے کا شعور بیدار ہو گا اور سفارش سنیہ سے بیزار ہو جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب کوئی سائل آتے اور آپ ﷺ سے اپنی ضرورت طلب کرتے تو آپ ﷺ فرماتے اور شفاعت کر لیا کرو اور اجر حاصل کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے وہ فیصلہ صادر فرمادیں گے جو انہیں پسند ہے۔¹⁸

2۔ ناجائز سفارش کی حوصلہ شکنی

جس طرح سفارش حسنہ کے مثبت اثرات معاشرے پر پڑتے ہیں۔ اس طرح معاشرے پر سفارش سنیہ کے منفی اثرات بھی پڑتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ سفارش حسنہ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ سفارش سنیہ کی حوصلہ شکنی کی جائے سفارش حسنہ کو ممدوح گردانا جائے اور سفارش سنیہ کو مذموم گردانا جائے سفارش سنیہ کے معاشرے اور افراد پر مرتب اثرات اور برے نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ¹⁹

ترجمہ اور جس نے کسی نیک اور بھلائی کے کام میں سفارش کی اس کو اس (سفارش حسنہ) کا اجر ملے گا اور جس نے کسی برائی کے کام میں سفارش کی اس کو اس (سفارش سنیہ) کا حصہ ملے گا۔

اس آیت میں سفارش حسنہ کی حوصلہ افزائی اور سفارش سنیہ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے کہ سفارش کنندہ کو قیامت کے دن اس کی شفاعت (سفارش) کے عوض بدلہ ملے گا۔ اگر اس کی سفارش کسی بھلائی اور نیک کام کے لیے ہوگی تب اجر ملے گا اور اگر یہ کسی برائی اور گناہ کے کام کے لیے ہوگی تب یہ اس کی سزا کا مستحق بھی ہوگا۔

3۔ معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو عام کرنا

سفارش یا سفارشی کلچر کا معاشرے سے خاتمے کے لیے تیسرا بڑا اقدام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں ممکن ہے جس کا مطلب ہے کہ نیکی اور بھلائی کا حکم دینا اور برائی کے کاموں سے منع کرتے رہنا۔ یعنی جہاں کہیں پر سفارش حسنہ کی ضرورت پڑ جائے وہاں پر اس سفارش کے کرنے کی ترغیب چلائی جائے اور جہاں پر سفارش سنیہ کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہو وہاں پر لوگوں کو اس سے منع کر دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ²⁰

ترجمہ۔ اور تم میں سے ایک ایسی جماعت کی موجودگی بھی ضروری ہے جو لوگوں کو خیر اور بھلائی کی طرف دعوت دے اور نیکی اور بھلائی کا حکم دے اور برائی کے کاموں سے منع کر دے۔

اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

عن ابی سعید الخدری , قال: اخرج مروان المنبر فی یوم عید , فبدأ بالخطبة قبل الصلاة , فقال رجل: یا مروان , خالفت السنة , اخرجت المنبر فی هذا الیوم ولم یکن یخرج , وبدأت بالخطبة قبل الصلاة ولم یکن یبدأ بها , فقال ابو سعید: اما هذا فقد قضی ما علیه , سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم , یقول: " من رای منکم منکرا , فاستطاع ان یغیره بیده , فلیغیره بیده , فإن لم یستطع فبلسانه , فإن لم یستطع فبقلمه , وذلك اضعف الإیمان²¹ ."

تم میں سے جو کوئی گناہ اور برائی کا کام دیکھے تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روک لے اگر (ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے (روک لے) اگر (زبان سے روکنے کی) طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے (برامان لیں) اور یہی سب سے کمزور ایمان ہے۔

مندرجہ بالا دونوں (آیت اور احادیث) میں یہ بات صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ برائی کے کاموں کو منع کرنا ضروری امر ہے۔ جس سے غلط کاریوں اور برے کاموں کی روک تھام اور سدباب ممکن ہے۔

قرآن وحدیث کی رو سے انسان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کے کاموں کی طرف دعوت دیں اور برائی کے کاموں سے منع کریں اور اگر کہیں پر برائی ہو رہی ہو تو نہ صرف اس کے خلاف آواز اٹھائے بلکہ اس کے سدباب کے لئے ہر ممکن کوشش کریں ہمارے زمانے میں اگر کہیں پر ایسی صورت حال نظر آئے تو اس کو متعلقہ حکام کے سامنے رکھنا چاہیے تاکہ برائی کو شروع ہوتے ہی جڑ سے نکال باہر کیا جائے کیونکہ معاشرے کو پاکیزہ رکھنے کی ذمہ داری عوام کی ہوتی ہے۔

اگر عمل بالمعروف اور نہی عن المنکر کو سیاسی پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بات آج کے زمانے میں "آزادی اظہار رائے" کے زمرے میں آتا ہے کہ جس طرح آج کے زمانے میں آزادی اظہار رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہے اسی طرح اسلام امر بالمعروف کا نام دیتا ہے اس طور سے کہ آزادی اظہار رائے میں آپ کو اپنی رائے قائم کرنے کی مکمل آزادی ہوتی ہے اور یہی کام امر بالمعروف کا بھی ہے کہ آپ مکمل آزادی اور غیر جانبداری کے ساتھ لوگوں کو اپنی رائے بتلاتے ہیں کہ نیکی کا حکم دو اور لوگوں کو برائی سے منع کرو کرو البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے درجات ہیں جن کو الاحادیث نے واضح کر دیا وہ درجات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ بزور طاقت گناہ کے کاموں کو روکنا۔

2۔ زبان سے کسی کی اصلاح کرنا۔

3۔ دل سے برائی کو برا تسلیم کرنا۔

ان میں سے جو بزور بازو یا طاقت کے ذریعہ سے برائی روکنا ہے وہ حکومت وقت کا کام ہے کہ وہ قوانین اور حدود کو طاقت کے استعمال سے اگر ضرورت پڑے تو منوائے اور علما کرام کو چاہیے کہ برائیوں کی اصلاح کے لئے وعظ و نصیحت آموز بیانات کریں، البتہ عام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اگر زبان سے کسی کی اصلاح کر سکتے ہیں تو اچھی بات ہے ورنہ خاموشی میں عافیت ہے۔ جیسا ایک قول ہے۔

مَنْ صَمَّتَ فَقَدْ نَجَا

ترجمہ :- جس سے ہم خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔

امر بالمعروف میں لفظ معروف کو مختلف معنی میں قرآن مجید نے لیا ہے مثلاً حسن اخلاق، حسن گفتار، حسن کردار، حسن سلوک، حسن معاشرہ، حسن معاملہ، حسن ادا، اور انسانی اقدار سے متعلق ہر نیکی کو معروف کہا گیا ہے گویا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں لفظ امر بالمعروف میں لفظ معروف تمام اخلاقی، تمدنی، تہذیبی، سیاسی، انتظامی اور مالیاتی اور معاشی خوبیوں کے لیے ایک جامع لفظ ہے انسانی معاشرے میں لفظ معروف ہی تمام اخلاقی اقدار اور سارے حقوق و فرائض کو اپنے دامن میں سمیٹ سکتا ہے اس سے ہم یہ بات اخذ کر سکتے ہیں کہ اچھی سفارش کرنا بھی معروف کے زمرے میں آتا ہے۔

نبی عن المنکر میں منکر سے مراد برائی ہے یعنی برائی اور برے عادات و اطوار سے روکنا یا منع کرنا انسانی زندگی فطرت کے اعتبار سے اجتماعیت پسند ہے افراد کے تمام مادی اور روحانی مفادات و ضروریات معاشرے کے اجتماعی اہتمام میں مضمر ہیں یہ اجتماع صرف مفادات کے تحفظ کے لیے نہیں بلکہ جملہ مفاسد اور برائیوں کو دور کرنے کی خاطر بھی وجود میں آتی ہے اس لیے جب سماج میں کوئی غلط رخ اختیار کر رہا ہو تو پورے معاشرے کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کا سدباب کرے اس سلسلے میں اگر کوئی سفارش سنہ یا رشوت جیسے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہوں تو چونکہ ان کے مضر اثرات سارے معاشرے پر پڑتے ہیں تو اس کا سدباب بھی معاشرے کے فرائض میں شامل ہے۔

المصادر والمراجع

- ¹ القاموس الوحيد، وحيد الزمان قاسمي، صفحہ ۸۷۳۔
- ² القاموس الوحيد، وحيد الزمان قاسمي، صفحہ ۸۳۵-۸۹۲۔
- ³ القاموس الوحيد، وحيد الزمان قاسمي، صفحہ ۸۷۳۔
- ⁴ عمدة الحفاظ، علامہ ذہبی، جلد ۲ صفحہ ۲۷۸۔
- ⁵ لاروس المعجم العربي الحديث، خالد علي حمد الذعبي، صفحہ ۷۱۶۔
- ⁶ مفردات القرآن، امام راغب اصفهاني، صفحہ ۳۵۷۔
- ⁷ سورة المدثر آیت نمبر ۳۸۔
- ⁸ عمدة الحفاظ في تفسير اشرف الالفاظ، احمد بن يوسف بن عبد الدائم، جلد ۲ صفحہ ۲۷۸۔
- ⁹ تہذيب اللغۃ جلد ۱ صفحہ ۲۷۸۔
- ¹⁰ لسان العرب، ابن منظور، جلد ۷ صفحہ ۱۹۷۔
- ¹¹ سورة النساء، آیت نمبر 85۔
- ¹² صحیح البخاری، امام بخاری، حدیث نمبر ۲۳۰۷۔
- ¹³ اسلام کا نظام امن و سلامتی، ابو حمزہ صدیقی، صفحہ ۱۰۳۔
- ¹⁴ سورة الانفال آیت نمبر ۲۔
- ¹⁵ سورة التتاین آیت نمبر ۱۵۔
- ¹⁶ سیاست الہیہ مترجم ابو القاسم رفیق صفحہ ۲۳-۲۴۔
- ¹⁷ سنن ترمذی، امام ترمذی، حدیث نمبر ۱۳۲۷۔
- ¹⁸ صحیح بخاری، امام بخاری، حدیث نمبر ۱۴۳۲۔
- ¹⁹ سورة النساء، آیت نمبر ۸۵۔
- ²⁰ سورة آل عمران آیت نمبر ۱۰۴۔
- ²¹ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۱۳۔